مسلکِ اہلحدیث کا داعی اور ترجمان
ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور پاکستان
جلد ۳۶ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء جمعۃ المبارک ۲ محرم ۱۴۰۵ھ شمارہ ۹
مندرجات
تبصرۂ کتب ۳
اداریہ ۴-۳
دین میں غلو (درسِ قرآن) ۸-۵
سود کے مکمل خاتمے کا اعلان ۱۰-۹
تمیمۃ الکعبی (درسِ حدیث) ۱۳-۱۱
بسلسلہ بدعات محرم - ایک لمحۂ فکریہ ۱۷-۱۴
مسلکِ اہل حدیث ۲۱-۱۸
اطلاعات و اعلانات ۲۳-۲۲
مدیر مسئول محمد عطاء اللہ حنیف
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے
محمد سلیمان انصاری
سالانہ ۵۰ روپے
فی پرچہ ۱/۵۰ روپیہ
ممالک غیر سے ۲۰ پونڈ

تبصرۂ کتب (ادارہ)

تحفۂ جعفریہ (حصہ اوّل)

مصنف - الحاج مولانا محمد علی صاحب مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ
ناشر - مکتبہ نوریہ حسنیہ بلال گنج - لاہور
صفحات - ۵۰۸ - قیمت مجلد ساٹھ روپے

"تحفۂ جعفریہ" ایک ایسی مفصل اور محققانہ کتاب ہے۔ جس کی سردست ایک جلد چھپ کر سامنے آئی ہے اور بقول مصنف باقی تین جلدیں بہت جلد منظرِ عام پر آرہی ہیں۔ اس کتاب میں مذہب شیعہ کے قدیم وجدید اعتراضات اور ان کے نظریاتی ستونوں کی تفصیل خود انہی کی کتب سے کافی تحقیق و تدقیق کے ساتھ پیش کی گئی۔ فاضل مصنف نے تلاش مواد اور شیعی اعتراضات اور ان کے دلائل کے تجزیے میں کافی محنت کی ہے۔ اُمید واثق ہے کہ بقیہ تین جلدیں بھی اسی کی آئینہ دار ہوں گی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی "خلافت بلافصل" ان مسائل میں سے ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے جو صدیوں سے باہم سُنّی و شیعہ وجہ نزاع چلا آرہا ہے۔ اس مسئلے نے ضمناً اور بہت سے مسائل کو جنم دیا جن میں خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر اعتراضات ان کے ایمان کو ناقص اور باہم بغض و عناد رکھنے والے ثابت کرنے کی جسارت کی گئی ہے، علمائے اہل سنت نے اس موضوع پر ہر دور میں بیش بہا کتب تصنیف فرمائیں۔

زیر نظر کتاب تحفہ جعفریہ کی جلد اوّل میں اسی مرکزی مسئلے کو پوری تفصیل کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ تمام حوالہ جات معتبر کتب شیعہ سے ہی پیش کئے گئے ہیں۔ اور اس سلسلے میں اہل تشیع کے دلائل کا تحقیقی طور پر انہی کی کتب سے جواب اس کتاب کا خاص انداز ہے۔ جس سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے مصنف نے اپنا خیال ناظر قاری پر ٹھونسنے کی بجائے اُسے ایک آزاد ذہن سے سوچنے اور فیصلہ کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

کتاب کے چند موضوع ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کے جواز پر دلائل اور ان کے جوابات از کتب شیعہ۔

۲۔ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے برحق ہونے پر قرآنی آیات کے ضمن میں تفاسیر مذہب شیعہ اور دیگر معتبر کتب شیعہ۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا برضا و رغبت خلفائے ثلاثہ کی بیعت کرنا اور انہیں مشاورت سے نوازنا۔

۴۔ صحابہ کرام کے کامل الایمان جنتی اور باہم شیر و شکر ہونے کی بحث۔

۵۔ فضائل صحابہ کرام بالخصوص خلفائے ثلاثہ کے فضائل اجتماعی اور انفرادی۔

۶۔ ان کے علاوہ سینکڑوں مسائل پر بحث کی گئی ہے، جو اس کی فہرست میں مندرج ہیں۔ علماء و عوام کے لئے یکساں مفید ہے۔ ان اوصاف اور خوبیوں کے پیش نظر اس کا ہدیہ مناسب ہے کتابت عمدہ اور کاغذ بہترین استعمال کیا گیا ہے۔ مصنف اس عظیم محنت پر لائق تحسین ہیں۔

ملنے کے پتے

(۱) مولوی غلام رسول کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ
(۲) جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج امیر روڈ۔ لاہور
(۳) جناب صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول سجادہ نشین آستانۂ عالیہ للہ شریف ضلع جہلم
(۴) مولانا غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

غلط آدمی کو چندہ نہ دیں

جامع مسجد کا نام لے کر چک ۵۳ گ ب ڈھیسیاں کا محمد یوسف نامی اپنے ایک اور ساتھی کے ساتھ ناجائز چندہ اکٹھا کرتا ہے۔ لوگ ان کو ہرگز چندہ نہ دیں۔

(عبدالرحمٰن چک ۵۳ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد)

فون دفتر الاعتصام
۵۴۴۰۶
جلد ـــــ ۳۶
شمارہ ـــــ ۹

فون، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (گھر)
۶۲۴۷۶
۲ر محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
۲۸ر ستمبر ۱۹۸۴ء

اتحاد بین المسلمین کی اہمیت وضرورت

پر

مؤتمر عالم اسلامی کا خصوصی سیمینار

اسلام آباد میں ۱۷ر ستمبر سے مؤتمر عالم اسلامی کا ایک خصوصی سیمینار شروع ہوا ہے۔ جس میں عالم اسلام کے تقریباً تمام ممالک کے نمائندے شریک ہوئے ہیں۔ مگر افغانستان نے اس میں شرکت کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ افغانستان کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر اس کی عدم شمولیت کوئی راز کی بات نہیں کیونکہ وہ ایک ملحد سپر پاور کے زیر اثر ہی نہیں زیر عتاب و انتداب بھی ہے۔ اور خود اس کی حکومت کے خلاف اس کے اسلام پسند باشندے مسلح جنگ وجہاد میں مصروف ہیں۔ ہم ان کالموں میں افغانستان کی پوزیشن پر بحث نہیں کر رہے بلکہ ہمارا مقصد مؤتمر عالم اسلامی کے حالیہ سیمینار (اجلاس) کی غرض وغایت پر اپنی معروضات پیش کرنا ہے۔

اس سیمینار کا موضوع گفتگو ہے "اتحاد بین المسلمین امن عالم کے لئے ضروری ہے"۔ اس میں شبہ نہیں کہ اسلام اپنے اصول ومبادی کے اعتبار سے ایک "امن پسند" اور "امن ساز" دین ہے۔ اس میں اگر ہتھیار اٹھانے کی نوبت آتی ہے تو اس کا مقصد جوع الارض نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں قانون الٰہی کا نفاذ ہوتا ہے جس سے مراد انسانوں پر انسانوں کی نہیں خداوند قدوس کی حاکمیت کا نفاذ ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے ہتھیاروں کا استعمال انسانی جانوں کی ہلاکت نہیں کمزوروں اور ناداروں کی زندگی کا احیاء ہوتا ہے مگر اس کے لئے عسکری قوت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک مسلمانوں میں باہمی اتحاد ویگانگت اور یک رنگی وہم آہنگی نہ ہو۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ یہ اتحاد و یگانگت علاقائی تنازعوں اور عقائد کے اختلافات سے میسّر نہیں آسکتی۔ بدقسمتی سے اس وقت پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں اختلافات کارفرما ہیں اور باہمی آویزش جاری ہے۔ وہ ایسی ہی وجوہات کے باعث ہے۔ ایران اور عراق میں شط العرب کا علاقہ ہولناک جنگ وجدال کا باعث بنا ہوا ہے۔ جس کے ختم ہونے کے آثار دکھائی نہیں دے رہے۔ افغانستان میں صاحب اقتدار طبقے کے عقیدے کے اختلافات بلکہ ارتداد نے ایک الحادی سپر پاور کو ان پر مسلط کر رکھا ہے۔ سعودی عرب کے عقائد کے خلاف بہت سے ممالک دانت پیستے رہتے ہیں۔ شام اور لیبیا وغیرہ سعودی عرب کی حکومت کو غاصب تصور کرتے ہیں۔ مصر کو عرب برادری معاف کرنے کو تیار نہیں۔ اس تمام انتشار وافتراق کے نتیجے میں بڑی بڑی غیر اسلامی طاقتیں ان سے ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہیں اور ان کے قدرتی وسائل اور معدنی دولت پر ان کا تصرف ہے۔ یہ صورت حال تشویشناک ہی نہیں تباہ کن بھی ہے۔

مؤتمر عالم اسلامی نے اس صورت حال کو شدت سے

محسوس کیا ہے۔ لہٰذا حالیہ اجلاس میں اس پر بحث و تمحیص کے بعد کسی بہتر لائحہ عمل کی طرف پیش رفت کی توقع کرنی چاہیئے۔ خدا کرے کہ ہمارے یہ دانشور مسلمانوں کی یکجہتی کے لیئے کوئی مؤثر اقدام کر سکیں۔ ہم اس سلسلے میں اتنی گزارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اتحاد بین المسلمین کے لئے دانشوروں کی ذاتی آراء بلاشبہ بہت عمدہ ہو سکتی ہیں۔ مگر حقیقی اتحاد کی بنیاد سوائے کتاب اللہ و سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہم وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا پر دل کی گہرائیوں سے عمل نہیں کرتے اور عقائد و نظریات میں سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع نہیں ہوتے اختلافات موجود رہیں گے۔ اور اسلامی اخوت کا اصل مقصود ہاتھ نہیں آئے گا۔ موجودہ اجلاس میں تقریباً تمام ممالک کے سربراہ یا معتبر نمائندے شامل ہوتے ہیں جو اپنے ممالک میں کتاب و سُنّت کو رائج کر سکتے ہیں اور اس کے سوا موجودہ دور میں پیش آمدہ مسائل و مصائب سے نمٹنے کا کوئی دوسرا چارہ موجود نہیں ؎

دست ہر نا اہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

(رومی)

امیر مرکزیہ مولانا معین الدین لکھوی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال

گزشتہ ہفتے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر مولانا معین الدین لکھوی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آں محترمہ برصغیر ہند و پاک کے سربرآوردہ عالم اور کاروانِ توحید و سُنّت کے عظیم رہنما مولانا محمد جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔ مولانا محمد جوناگڑھیؒ نے مولانا محمد لکھویؒ کے ساتھ روحانی اور مسلکی وابستگی کے باعث یہ رشتہ قائم کر کے رنگ و نسل اور شعوب و قبائل کا امتیاز ختم کر دیا تھا۔ سُنّتِ محمدیہ (علیہ السلام) کا یہ روح پرور انعقاد نہایت مثالی اور سبق آموز رہا۔ مرحومہ نے لکھوی گھرانے میں بھی اپنے والدین کے گھر کی طرح دینی اور علمی ماحول پایا اور اسی عفت مآبی اور عصمت شعاری کی زندگی بسر کی۔

ہم مولانا لکھوی صاحب اور ان کے دیگر متعلقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور مرحومہ کے لئے مغفرت رب کریم اور درجاتِ نعیم کی دعاء کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا وَعَافِهَا وَاعْفُ عَنْهَا۔

درسِ قرآن

مولانا عبدالغفار حسن حفظہ اللہ تعالیٰ

(قسط ۲)

دِین میں غلو

ایک اور حدیث سُنئے۔

۵۔ عَنْ عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قَالَ: اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَۃً۔ فَقَالَ لَھَا مَا شَاْنُکِ؟ قَالَتْ: اَخُوْکَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَۃٌ فِی الدُّنْیَا۔ فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَ: کُلْ فَاِنِّیْ صَائِمٌ۔ قَالَ: مَا اَنَا بِاٰکِلٍ حَتّٰی تَاْکُلَ فَاَکَلَ۔ فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَھَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ، قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَھَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ، قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیَا۔ فَقَالَ لَہٗ سَلْمَانُ: اِنَّ لِرَبِّکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا، وَلِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا، فَاَعْطِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ: فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ [۱]

"حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہجرت کے بعد) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کر دیا تھا۔ (ایک دفعہ) حضرت سلمان رضؓ فارسی (اپنے دینی بھائی) ابوالدرداء سے ملاقات کرنے اُن کے گھر گئے۔ تو دیکھا کہ امّ الدرداء بہت ہی میلا کچیلا اور نہایت معمولی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت سلمان ؓ نے کہا: یہ تمہارا کیا حال ہے ؟ (ایسے میلے کچیلے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟) بولیں: تمہارے بھائی ابوالدرداء کو دنیا کی طرف کوئی رغبت ہی نہیں۔ (بیوی بچوں، بلکہ سب کی طرف سے بے نیاز ہیں) اتنے میں حضرت ابوالدرداءؓ بھی آگئے۔ اس کے بعد دسترخوان بچھایا گیا، تو سلمانؓ نے ابودرداءؓ سے کہا کھاؤ۔ اس پر ابوالدرداء نے کہا: میں روزے سے ہوں تو حضرت سلمانؓ نے کہا۔ میں تو تمہارے بغیر نہیں کھاؤں گا (ناچار ابوالدرداء نے روزہ توڑ دیا اور مہمان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے) رات ہوئی تو ابوالدرداء نماز (نفل) پڑھنے کے لئے کھڑے ہونے لگے۔ حضرت سلمانؓ نے ان سے کہا: ابھی سو رہو! رات کے پچھلے پہر کو حضرت سلمانؓ نے انہیں جگایا۔ چنانچہ دونوں نے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت سلمانؓ نے ان سے کہا: اے ابوالدرداء تمہارے پروردگار کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، تو جس جس کا تم پر حق ہے۔ سب کو ادا کرو۔ حضرت ابوالدرداء نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت سلمانؓ کی تقریر بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا"

حضرت ابوالدرداء زہد و تقویٰ میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ اسلام کی نگاہ میں یہ کوئی پسندیدہ بات نہیں چنانچہ حضرت سلمانؓ نے انہیں دین میں غُلو کرنے سے روکا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت سلمان کے کردار کو سراہا۔ اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آپ گھر بار چھوڑ کر تبلیغ کے لئے نکل جائیں اور بیوی بچوں کا کوئی پُرسان حال نہ ہو۔ دن رات مصلے پر بیٹھے ہیں، نوافل پڑھ رہے ہیں۔ پتہ نہیں کہ گھر میں کھانے پینے کا سامان بھی ہے یا نہیں۔ اسلام اعتدال کی راہ پر چلنے کا حکم دیتا ہے جو صحابہ اہل و عیال اور دوست

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع۔ ج ۱، ص ۲۶۴ (ص،ی)

احباب، سب کو چھوڑ کر دن بھر روزہ رکھتے تھے اور راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ "تم ایسا نہ کرو، تم پر تمہارے بیوی بچوں کا بھی حق ہے، تمہارے مہمان کا بھی حق ہے، تمہاری جان کا بھی حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے" اس سے ظاہر ہوا کہ اسلام کی نظر میں عبادت ان حقوق کا بجا لانا ہے، ان کا ترک کر دینا نہیں۔ ان کو ترک کرکے نماز روزے ہی میں لگے رہنا غلو فی الدین ہے جو اسلام میں ممنوع ہے۔

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص کا ہے، جو نہایت عابد و زاہد صحابی تھے۔ انہوں نے یہ عہد کر لیا تھا کہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ حضرت عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: "یا رسول اللہ! میں کس طرح روزے رکھوں؟" فرمایا: "مناسب طریقے سے رکھو۔ ہر مہینے میں تین روز یعنی تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخوں میں روزہ رکھ لیا کرو تو مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (یعنی جس نے ایک نیکی کی، اسے دس نیکیاں مل گئیں) کے مطابق آپ کو ان تین روزوں پر تیس روزوں کا ثواب مل جائے گا" حضرت عبداللہ کہتے ہیں، میں نے کہا: أَنَا أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ (یعنی، میں اس سے زیادہ رکھ سکتا ہوں) فرمایا: صُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ اختیار کر لو، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن ناغہ کرو) حضرت عبداللہ نے عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت ہے، اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ (یعنی جو ہمیشہ روزے سے رہتا ہے گویا اس نے روزہ رکھا ہی نہیں) حضرت عبداللہؓ جب بوڑھے ہوگئے تو پچھتاتے تھے کہ کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورے کو مان لیتا اور مہینے میں صرف تین ہی روزے رکھا کرتا تو میرے لیے اچھا ہوتا۔ اب بڑھاپے میں ایک دن افطار اور ایک دن روزہ رکھنا بڑا مشکل ہے۔ دل یہ بھی نہیں مانتا کہ جو کام جوانی میں شروع کیا تھا وہ بڑھاپے میں چھوڑ دوں۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہنے لگے۔ "میں قرآن مجید پڑھتا ہوں، اور رات کو ایک قرآن ختم کرنا چاہتا ہوں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں۔ ایک مہینے میں ختم کیا کرو"۔ بولے: "أَنَا أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضہ اجازت طلب کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: "اچھا تین دن میں ختم کر لیا کرو۔ اس سے زیادہ نہیں"۔ یہ صحیح حدیث ہے [1]

بات یہ ہے کہ قرآن مجید کا پڑھ لینا ہی کافی نہیں، اسے سمجھنا بھی چاہیے۔ لوگ اسے بڑا کمال سمجھتے ہیں کہ فلاں شخص نے ایک رات میں پورا قرآن ختم کر لیا۔ رمضان میں شبینے ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ حافظ حضرات کی تلاوت سے مقتدیوں کے پلے یَعْلَمُوْنَ۔ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کچھ نہیں پڑتا۔ پھر بھی اسے بہت بڑی عبادت سمجھا جاتا ہے مگر ہے یہ غلو فی الدین کی مثال، جو شریعت کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ ہے۔ شبینہ گویا تلاوتِ قرآن کا مقابلہ ہوتا ہے۔ ایک قاری آتا ہے اور کچھ دیر تک تلاوت کرتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا آتا ہے، اور پھر تیسرا۔ لوگ تماشائیوں کی طرح بیٹھے ہر قاری کی قراءت پر تبصرہ کرتے رہتے ہیں کہ کس کی آواز اچھی ہے اور کس کا ترنم زوردار اور زیادہ دلکش ہے۔ ہر قاری کو نمبر دیئے جا رہے ہیں۔ کیا یہ دین ہے؟ مصری قاری عبدالباسط قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو بعض لوگ جھومتے ہیں اور اس طرح داد دیتے ہیں جیسے مشاعروں میں شاعروں کو دی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے کہ:

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، ص ۲۶۵، ج ۱ (ص، ی)

وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَ
إِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ، زَادَتْهُمْ إِيمَانًا
وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (الانفال-۲)

(اہل ایمان کی شان یہ ہے کہ جب وہ قرآن مجید سنتے ہیں تو ان کے دل اللہ کے ذکر سے کانپ جاتے ہیں۔ اور جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہیں")

یہاں تلاوت کو مشاعرہ بنا دیا جاتا ہے۔ لوگ صرف آواز کو دیکھتے ہیں، حقیقت اور معانی کو نہیں دیکھتے۔ عہد نبوی میں قراء انہیں کہتے تھے جو قرآن پاک کے عالم ہوتے تھے۔ آج کل قاری وہ ہے جو کچھ بھی نہ جانتا ہو۔ بالکل جاہل ہو، مگر حلق سے رح نکال سکتا ہو۔ کتنا فرق ہو گیا ہے! لیکن اب یہ قاری بھی ختم ہو رہے ہیں اور حافظ بھی ناپید ہو رہے ہیں۔ اہل ثروت اور خوش حال لوگ تو اپنے بچوں کو حافظ بناتے ہی نہیں کہ چار سال لگ جائیں گے۔ میرا منشا یہ ہے کہ قراءت، تجوید اور حفظ کا بھی اپنی جگہ ایک مقام ہے اور ان کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی بھی تعلیم حاصل کرنی چاہیے تاکہ جو کچھ پڑھتے ہیں، اسے سمجھ سکیں۔ ان چند مثالوں سے واضح ہو گیا ہو گا کہ غلو فی الدین، یا غلو فی التقویٰ، یا غلو فی العبادۃ سے کیا مراد ہے اور اس کے ذریعے آہستہ آہستہ بدعات کا دروازہ کیسے کھلتا ہے۔

۲- غلو فی الشخصیات

غلو کی دوسری قسم ہے۔ غلو فی الشخصیات، یعنی شخصیتوں کے بارے میں غلو۔ جو لوگ دین کی خدمت کرتے ہیں، ان کا اکرام اور ان کی تعظیم اپنی جگہ پر۔ لیکن ان کے درجے حد سے بڑھا دینا غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل انبیاء کرام ہیں۔ انہیں ان کے مقام سے بڑھا دینا غلو فی الشخصیات ہے، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور کہا کہ تین خدا ہیں: ایک باپ یعنی اللہ تعالیٰ دوسرے ابن اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے روح القدس۔ ان کے نزدیک باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں ایک ہیں۔ اس طرح وہ غلو کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ قرآن پاک میں نصاریٰ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ۔ (اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے بارے میں صرف حق بات کہو)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے بارے میں اس قسم کے غلو سے روکنے کے لئے فرمایا۔ لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ۔[1] "لوگو، مجھے اس طرح نہ بڑھانا (یعنی میرے بارے میں، میرے مرتبے کے بارے میں غلو نہ کرنا) جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کیا۔ میں صرف اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں (مجھے خدا مت بنانا۔ خدا کی صفات میں، خدا کے اختیارات میں مجھے شریک نہ کرنا) حتیٰ کہ آپ نے دعا فرمائی۔ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ[2] (یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بننے دینا کہ اس کی عبادت کی جا کی جائے) نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا اور یہودیوں نے ان کے بارے میں تفریط کی روش اختیار کی۔ اور ان کے بارے میں ایسے ناشائستہ الفاظ استعمال کئے، جو زبان پر نہیں لائے جا سکتے۔ وہ انہیں ایک شریف انسان بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ شخصیات کے بارے میں جس طرح افراط گناہ ہے، اسی طرح تفریط بھی گناہ ہے۔

انبیاء کرام کے بعد دوسرا نمبر صحابہ اور اہل بیت کا ہے۔ جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان

۱؎ متفق علیہ (بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۱۸) ۲؎ موطا امام مالک، کتاب الصلوٰۃ باب جامع الصلوٰۃ، ص ۱۱۹، طبع مصر) (ص، ی)

کے بارے میں ایک جماعت افراط اور دوسری تفریط میں مبتلا ہے۔ شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہیں۔ حاجت روا ہیں بلکہ انہیں خدائی کا مقام حاصل ہے۔ اس کے برعکس خوارج کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کافر ہیں (نعوذ باللہ) شیعہ نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہت اونچا مقام ہے، سب کچھ انہی کے پاس ہے۔ ایک عربی شاعر نے اہل بیت کی شان میں کہا ہے ؎

لِی خَمسَةٌ اُطفِی بِهَا حَرَّ الوَبَاءِ الحَاطِمَه
المُصطَفٰی وَالمُرتَضٰی وَابنَاهُمَا وَالفَاطِمَه

یعنی میرے پانچ ( ) ہیں (عیسائیوں کے تو تین ہی تھے) سخت مشکل کے وقت، سخت وبا کی حالت میں ان کا نام لے کر مشکلات دور کرتا ہوں، بیماریوں کو دفع کرتا ہوں۔ یہ پانچ کون ہیں، المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، المرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ، ان کے دو فرزند حسنؓ اور حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہا۔ یہ وہی غلو ہے جس سے قرآن پاک نے یہ کہہ کر روکا ہے کہ:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ۔

اعتدال کا راستہ افراط و تفریط دونوں کے بیچ کا راستہ ہے اور وہ ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ۔ اہلسنت والجماعت وہ ہیں جو قرآن اور سنت کو حجت مانتے ہیں اور تمام صحابہ کا احترام کرتے ہیں، ہر ایک کو اس کے درجے میں رکھتے ہیں نہ کسی کی تعریف میں غلو کرتے ہیں اور نہ کسی کی توہین کرتے ہیں۔ سنت سے کیا مراد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ۔ اور الجماعت کون ہیں؟ صحابہ کرام جن کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (التوبة ۱۰۰) "مہاجرین اور انصار جو ایمان لانے میں سب سے سابق اور مقدم ہیں، اور بقیہ امت میں جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا۔ اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔"

تو الجماعت سے مراد وہ تمام مسلمان ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام قابل احترام ہیں۔ وہ معصوم تو نہیں ہیں۔ لیکن ان کی حسنات ہم سے بہت زیادہ ہیں۔ ان سے لغزشیں بھی ہوئی ہیں لیکن وہ لغزشیں دب گئیں اور حسنات غالب آگئیں۔ چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے:

لَيَومٌ شَهِدَهُ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ یعنی "وہ ایک دن جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارا ہے، وہ عمر بن عبدالعزیز اور ان کے اہل بیت سے بہتر ہے۔"

یہ قول علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب اختصار علوم الحدیث[1] میں نقل کیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز بلاشبہ بڑے نیک خلیفہ تھے، بڑے عادل تھے، لیکن صحابی تو نہیں تھے، تابعی تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ان سے غلطیاں ہوئی ہیں لیکن ان کی حسنات زیادہ ہیں۔ ان سے بعض اجتہادی غلطیاں بھی ہوئی ہیں مگر ان کی تنقیص نہیں کی جائے گی۔ یہ ہے اہل بیت اور صحابہ کرام کا صحیح مقام۔ اہل بیت بھی صحابہ ہی ہیں۔ ان سب کے بارے میں افراط سے بھی بچیے اور تفریط سے بھی۔ (باقی)

---

[1] ص ۲۰۳، بہ شرح و تحقیق احمد شاکر، طبع مصر۔ یہ کتاب الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث کے نام سے مطبوع اور مشہور ہے (ص ی)

افکارِ معاصرین

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

سُود کا مکمّل خاتمہ

وزیرِ خزانہ کا نیا اعلان

سالِ رواں کا بجٹ پیش کرتے ہوئے ملک کے وزیرِ خزانہ جناب غلام اسحاق خان صاحب نے غیر سُودی نظامِ بینکاری کے قیام کے سلسلے میں جو کچھ کہا ہے، ہم اس مرتبہ ان صفحات میں اس کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

محترم وزیرِ خزانہ نے فرمایا ہے کہ صدرِ مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ملک سے سُود کے خاتمے کے لئے اکتوبر ۱۹۸۵ء کی جو آخری حد مقرر کی تھی، ہم نے تہیّہ کر لیا ہے کہ انشاء اللہ اس سے چند ماہ قبل، یعنی جولائی ۱۹۸۵ء ہی میں ملک سے سُودی نظام کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے گا، اور اس تاریخ کے بعد ملک کا کوئی بینک سود کی بنیاد پر کوئی لین دین نہیں کرے گا۔

مدّت کے تعیّن کے بارے میں اختلافِ رائے ممکن ہے لیکن محترم وزیرِ خزانہ کی سُنائی ہوئی اس خوش خبری کا ہر وہ شخص خیر مقدم کرے گا جسے پاکستان سے محبّت ہے اور جو یہاں اسلام کے احکام و تعلیمات کو عملاً جاری و ساری دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ خبر ہے جسے سُننے کے لئے عرصے سے کان ترس رہے تھے۔ اور مقامِ شکر ہے کہ بعد از خرابیٔ بسیار ہی، یہ خوشخبری سُننے میں آ ہی گئی۔

لیکن ماضی میں غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے سلسلے میں جو تلخ تجربات سامنے آتے رہے ہیں ان کے پیشِ نظر یہ مسرت شکوک و شبہات کی آمیزش سے خالی نہیں ہے۔ اور جو لوگ ملک میں خالص اسلامی نظامِ معیشت کا چلن دیکھنا چاہتے ہیں، ان کے دل میں اس تاریخ کے انتظار و اشتیاق کے ساتھ متعدّد سوالات بھی پیدا ہو رہے ہیں جو ایک بار پھر ہم پوری دردمندی کے ساتھ حکومت کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں۔

موجودہ حکومت نے برسرِ اقتدار آتے ہی اپنے متعدد اعلانات کے ذریعے سُودی نظام کے خاتمے کو اپنی ترجیحات میں نمایاں طور پر شمار کیا تھا، چنانچہ جب ۱۹۷۷ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کی نئی تشکیل ہوئی۔ اور صدرِ مملکت نے اس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کیا تو کونسل کے سامنے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ وہ ملک سے سُود کی لعنت ختم کرنے کے لئے مفصّل طریقِ کار وضع کرے۔ اُس وقت راقم الحروف بھی کونسل کا رکن تھا اور خاتمۂ سود سے جنابِ صدر کی یہ گہری دلچسپی نہ صرف ہم سب کے لئے باعثِ صد مسرّت ہوئی بلکہ پورے ملک میں اس پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ ملک کے کسی سربراہ نے اس مسئلے کو اتنی اہمیت کے ساتھ چھیڑا ہو۔ ورنہ اس سے قبل ملک کے اصحابِ اقتدار نے کبھی اس مسئلے پر سوچنے کے لئے چند منٹ خرچ کرنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ بلکہ بعض افراد تو اُلٹا سُود کو نہ صرف حلال طیّب، بلکہ معیشت کے لئے ناگزیر قرار دینے پر مُصِر تھے۔

جنابِ صدر کی اس دلچسپی کو دیکھتے ہوئے کونسل نے بڑے ذوق و شوق اور اُمنگ کے ساتھ غیر سُودی معیشت کا عملی خاکہ تیار کرنے کے لئے کام شروع کیا، اس غرض کے لئے ماہرینِ معاشیات اور بینکروں کا ایک پینل بنایا اور بالآخر غیر سودی بینکاری پر ایک جامع اور مفصّل رپورٹ تیار کر کے حکومت کو پیش کر دی۔

اس کے بعد حکومت کی طرف سے اعلان ہوا کہ ملک کے تمام بینکوں میں غیر سُودی کاؤنٹرز نفع و نقصان کی بنیاد پر کھولے جائیں گے۔ اگرچہ ہمیں اس طریقِ کار سے اختلاف تھا کہ سُودی اور غیر سودی دونوں قسم کے کھاتے متوازی طور پر جاری رہیں اور لوگوں کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ چاہیں تو

حلال طریقہ اختیار کریں اور چاہیں تو حرام طریقہ اپنائیں۔ اور اپنے اس نقطۂ نظر کا اظہار کونسل کے ذریعے حکومت پر کر بھی دیا گیا تھا۔ لیکن کچھ نہ ہونے کے مقابلے میں "کچھ ہونے" کو پھر بھی ہم نے غنیمت سمجھا، اور یہ خیال ہوا کہ حکومت اس کو غیر سودی نظام کی طرف پہلے قدم کے طور پر اختیار کرے تو فی الحال اسے گوارا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

لیکن جب ان غیر سودی کاؤنٹروں کا طریق کار تفصیلاً سامنے آیا تو یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا کہ اس اکاؤنٹ کے طریق کار میں عملاً سود کی رُوح اُسی طرح جاری و ساری ہے۔ جس طرح عام سُودی اکاؤنٹس میں ہیں، ہم "البلاغ" کے ان صفحات میں اس کے مفصّل دلائل پیش کر چکے ہیں۔ اب جبکہ ملک سے سُود کے مکمّل خاتمے کا اعلان کیا گیا ہے، دل میں یہ شبہات پیدا ہو رہے ہیں کہ یہ خاتمہ اسی طرح کا تو نہیں ہوگا جیسا پی۔ ایل۔ ایس اکاؤنٹ میں ہوا۔ یعنی سُود کے صرف نام کا خاتمہ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ملکی معیشت کا اس سے بڑا المیہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

غیر سودی نظام بینکاری کی کامیابی اس بات پر موقوف ہے کہ مسلمان اس میں اس اطمینان کے ساتھ حصہ لیں کہ یہ نظام کسب حرام کی آمیزش سے پاک اور شرعی اعتبار سے بے نقص اور حلال و طیّب ہے۔ اور یہ اطمینان محض ظاہری حیلوں کے ذریعے حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اب جب کہ حکومت نے بینکاری کو سُود سے بالکلّیہ پاک کرنے کا عزم ظاہر کیا ہے، یہ عزم بھی کر لینا چاہئیے کہ اس نئے نظام میں وہ سنگین غلطیاں نہیں دُہرائی جائیں گی جنہوں نے پی ایل ایس اکاؤنٹ کو شرعی اعتبار سے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

محترم وزیر خزانہ کا یہ اعلان کہ جولائی ۱۹۸۵ء تک ملک سے سُودی بینکاری کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔ لائق مبارکباد ہے۔ لیکن ان سے ہماری ہمدردانہ گذارش یہ ہے کہ اگر سُود کا صرف نام ختم کرنا نہیں بلکہ ملکی معیشت سے اس شجرۂ خبیثہ کی جڑ نکالنی مقصُود ہے تو خدا کے لئے پی ایل ایس اکاؤنٹ کے موجُودہ طریق کار سے ملک کو نجات دلائیے۔ اور اگر اسی طریق کار کو مزید توسیع دے کر تمام اکاؤنٹس میں جاری کرنا پیش نظر ہے، اور اسی کو سود کے مکمل خاتمے کا نام دیا جا رہا ہے تو یہ ملک و ملّت کے ساتھ ایک شرمناک فریب کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

ہم ان صفحات میں بھی، اور دوسرے ذرائع سے بھی، نہ جانے کتنی مرتبہ یہ تجویز پیش کر چکے ہیں کہ وزارت خزانہ اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک مشترک اجلاس میں پی ایل ایس اکاؤنٹ کے موجُودہ طریق کار کا جائزہ لیا جائے۔ اس کی شرعی خامیاں دُور کی جائیں، اور اگر کوئی عملی دشواری سامنے آئے تو اُسے سر جوڑ کر شرعی اصولوں کے مطابق طے کیا جائے لیکن افسوس ہے کہ آج تک اس تجویز پر عمل نہیں ہوا۔

یہ خبریں آئے دن اخبارات میں آتی رہتی ہیں کہ غیر سودی بینکاری کو فروغ دینے کے لئے وزارت خزانہ اور ماہرین کا فلاں اجلاس ہوا۔ اور اس میں بہت سے امُور طے کئے گئے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اس کام کے لئے وزارت خزانہ کے مشیر کون لوگ ہیں؟ جو کسی اسکیم کے سودی یا غیر سودی ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں، قاعدے کی بات تو یہ تھی کہ اس غرض سے ملک میں ایک دستوری ادارہ "اسلامی نظریاتی کونسل" کے نام سے موجُود ہے۔ اس معاملے میں پہلی مفصل رپورٹ بھی اُسی نے پیش کی ہے لہٰذا اس جہت کی ہر عملی کاروائی میں اُسے اعتماد میں لیا جائے اور اس کی شرکت اور تعاون سے یہ کام آگے بڑھے لیکن ہماری معلومات کی حد تک کونسل اس پورے عمل سے الگ تھلگ رہی ہے اور نئی نئی اسکیمیں شروع کرتے وقت اس سے مشورے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

اس وقت اگرچہ کونسل اپنی مدّت ختم ہونے کی بنا پر موجود نہیں ہے لیکن اوّل تو اس کی تشکیل جدید جلد ہونی چاہئیے،

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

درسِ حدیث

(قسط ۵)

تنقیح و تہذیب، حافظ صلاح الدین یوسف

تمیمۃ الصبیّ فی ترجمۃ الاربعین من احادیث النبیّ

تالیف: حضرت والاجاہ نواب سیّد محمّد صدّیق حسن خانؒ۔ متوفی ۔ ۱۳۰۷ھ)

۲۳۔ پھلوں سے قطع ید نہیں

حدیث بست وسوم[۲۳]: لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ۔ رواہ مالکؒ والترمذیؒ وابوداؤدؒ والنسائیؒ والدارمیؒ وابن ماجہ۔

"نہیں (ہاتھ) کا کاٹنا ہے پھلوں میں"

فائدہ ۔ یعنی چور کا ہاتھ چوری کی وجہ سے کاٹا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی شخص نے اس حالت میں درخت سے پھل چرایا کہ وہ پھل ابھی درخت پر ہی لگا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اس لئے کہ ابھی وہ پھل توڑ کر جمع نہیں کیا گیا ہے۔ اور اگر وہ میوہ (پھل) کاٹ کر جمع کر لیا ہے اور اس جمع شدہ پھل سے کوئی میوہ چرائے گا تو ہاتھ[۱] کاٹا جائے گا۔ اور امام شافعی کے نزدیک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد سے بھی منقول ہے کہ اگر پھل ایسے درخت سے چرایا جائے جس کے گرد دیوار کھینچی ہوئی ہے یا وہ درخت گھر کے اندر ہے، تو ایسی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹنا بقدر[۲] نصاب لازم آتا ہے۔

۲۴۔ ہر نشہ آور چیز کا حکم شراب کا ہے

حدیث بست وچہارم ۔ کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ۔ رواہ مسلم۔

"ہر نشہ آور چیز شراب ہے"

فائدہ ۔ یعنی ہر نشہ آور چیز شراب کی شکل ہے کہ اس کا تھوڑا یا بہت، سب حرام ہے۔ خمر اس چیز کو کہتے ہیں جو مستی پیدا کرے، چاہے وہ انگور کا رس ہو یا اور کسی چیز کا۔ اس لئے کہ خمر مدینہ طیبہ میں حرام ہوئی اور وہ خُرمی (کھجور) کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرؓ نے منبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر فرمایا کہ بلاشبہ خمر کی حرمت نازل ہوئی ہے۔ اور خمر کی پانچ قسمیں ہیں ۔ انگور کی۔ خرمے (کھجور) کی۔ گیہوں (گندم) کی۔ جو کی اور شہد کی۔ اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا (یعنی اس پر پردہ ڈال دے) اور کھو دے (صحیح بخاری) اور سب سلف وخلف نے کہا ہے کہ جو چیز نشہ پیدا کرے وہ خمر ہے اور اس کا قلیل وکثیر حرام ہے، اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔

اور خمر کے ماسوا دیگر مشروبات جب نشہ نہ لاتی ہوں تو حنفیہ کے نزدیک ان کا استعمال مباح ہے۔ بشرطیکہ اس سے مقصود عبادت کے لئے قوت وتوانائی کا حصول ہو۔ اور لہو ولعب ہو تو مباح نہیں کیونکہ لہو ولعب بجائے خود حرام ہے۔ اور جو کام حرام کے لئے ہو تو وہ بھی حرام ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ جو شخص فسق وفجور اور لہو کے لئے پیئے تو اس کے لئے قطعاً حرام ہے چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ ۔ نیز ایسی مجلس میں بیٹھنا اور اس کی طرف جانا بھی حرام ہے۔

[۱] اور وہ نصاب کو پہنچے (ص، ی)

[۲] یعنی مسروقہ پھل نصاب تک پہنچے (ص، ی)

۲۵۔ نشہ آور چیز حرام ہے

حدیث[۲۵] بست و پنجم۔ کُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔ رواہ مسلم۔

"ہر نشے والی چیز حرام ہے۔"

فائدہ:۔ جیسے تاڑی، بھنگ، بوزہ، سیندھی تمباکو، ان چیزوں کے بھوک سے زیادہ کھانے پینے سے اگر عقل جاتی رہے تو امام محمدؒ کے نزدیک حد نہیں لگائی جائے گی، البتہ نشہ پیدا ہونے کی صورت میں حد لازم آئے گی۔ اور شیخین (امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ) کے نزدیک تعزیر ہے۔ اور اسی طرح وہ چیز بھی کھانی حرام ہے جس میں کوئی نشے والی چیز ملی ہوئی ہو جیسے نان پاؤ انگریزی وغیرہ جب کہ اس کا خمیر مُسکرات ہی ہو یا معجون اور ماء اللحم مُشّی وغیرہ۔

۲۶۔ پیغمبر بہشت میں ہے

حدیثِ بست و ششم
اَلنَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ

رواہ ابوداؤد۔ "پیغمبر بہشت میں ہے"

فائدہ:۔ یہ روایت حسناء بنت معاویہ سے ہے۔ جو طبقۂ رابعہ کی تابعیہ مقبولہ ہے۔ ان کے چچا اسلم بن سُلَیم نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "بہشت میں کون ہے؟" آپ نے فرمایا۔ "پیغمبر بہشت میں ہے۔" پیغمبروں کی خصوصیت اس حدیث میں اس لئے فرمائی ہے کہ سارے پیغمبر قطعی جنتی ہیں۔ اور کسی مسلمان کے حق میں جنتی ہونے کی قطعی شہادت نہیں ہو سکتی۔ الّا یہ کہ جس کے متعلق وحیٔ الٰہی سے معلوم ہو جائے جیسے عشرۂ مُبشّرہ، اہلِ بدر، اہلِ بیتِ نبوی علیہ الصلٰوۃ والسلام (اور اہلِ بیعتِ رضوان اور دیگر صحابہ کرام رضہ) کہ ان کے حق میں احادیث مغفرت وبشارت (اور آیاتِ قرآنی بابت رضائے الٰہی) وارد ہیں۔

۲۷۔ شہید جنت میں ہے

حدیث[۲۷] بست و ہفتم
اَلشَّهِيْدُ فِي الْجَنَّةِ

رواہ ابوداؤد۔ "شہید بہشت میں ہے"

فائدہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی اسلم کے جواب میں ہے۔ اور شہید اس کو کہتے ہیں کہ جو مسلمان عاقل بالغ ہو۔ اور اس کو ظلماً کسی تیز چیز سے مار ڈالا جائے اور اس کے قتل سے مال واجب نہ ہو یا وہ زخمی شخص جو میدانِ جنگ میں مُردہ پایا گیا ہو۔ یا مشرکوں، ٹھگوں اور قزاقوں نے اس کو مار ڈالا ہو۔ اگرچہ زخمی نہ ہو۔ پس کافر، جُنبی اور حیض و نفاس والی عورت اور لڑکا شہید نہیں۔ اور جس کو کسی بھاری چیز سے مارا گیا ہو وہ بھی شہید نہیں۔ البتہ مشرکوں اور باغیوں اور رہزنوں کا مقتول شہید ہے۔ چاہے جس طریق سے بھی مارا گیا ہو۔ اور جو حدّ و قصاص میں مارا جائے وہ بھی شہید نہیں۔ اور جس کے قتل سے قاتل پر مال واجب ہو وہ بھی شہید نہیں ہاں اگر باپ بیٹے کو ظلماً کسی تیز چیز سے مار ڈالے تو باپ پر مال واجب ہے اور بیٹا شہید ہے۔ اس لئے کہ یہ مال زجر اور عبرت کے لئے واجب ہے نہ کہ بیٹے کے قتل کرنے کی وجہ سے۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک بھاری چیز سے قتل کرنے میں قصاص واجب ہے اور مقتول شہید ہے۔

مذکورہ اقسام کے علاوہ اور بھی شہید ہیں۔ جنہیں شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ اور اجر اور دخولِ بہشت میں وہ اُس شہید کے ساتھ شریک ہیں جو فی سبیل اللہ مارا گیا ہو۔ مؤطا امام مالکؒ، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی کی حدیث ہے کہ شہادت کی سات قسمیں اور ہیں شہید فی سبیل اللہ کے علاوہ۔ وبا سے مر جانے والا، ڈوب کر مرنے والا۔ ذات الجنب والا (یعنی پسلی کے درد والا اور تڑپنے والا) دستوں (مروڑ، پیچش) کی وجہ سے مرنے والا، دب کر مرنے والا۔ اور وہ عورت جو زچگی کی حالت میں (بچہ جننے کے وقت یا جننے کے فوراً بعد) مر جائے۔ یہ سب شہید ہیں۔

۲۸۔ بچہ بہشت میں ہے

حدیث[۲۸] بست و ہشتم
اَلْمَوْلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ

رواہ ابوداؤد۔ "بچہ بہشت میں ہے۔"

فائدہ:۔ جو چھوٹا بچہ مر جائے چاہے مومن کا ہو یا

...ہ بہشت میں ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ مشرکین کے بچوں کے
...ن میں بہ سبب اختلافِ روایات توقف کے قائل ہیں اور
...س کے ثواب و عقاب میں بھی متوقف ہیں۔ حافظ جلال الدین
سیوطیؒ نے اپنی کتاب توشیح علی الجامع الصحیح میں لکھا ہے کہ
اولادِ مشرکین کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ مثلاً

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے میں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا)
۲۔ اپنے ماں باپ کے تابع دوزخ میں ہیں۔
۳۔ ایک برزخ میں ہیں۔ دوزخ اور جنت کے درمیان۔
۴۔ اہل جنت کے خدام ہیں۔
۵۔ خاک ہو جائیں گے۔
۶۔ آخرت میں ان کا امتحان لیا جائے گا۔
۷۔ بہشت میں ہوں گے۔
۸۔ کئی علماء توقف کے قائل ہیں۔

اور توقف کا مذہب ہی قوی ہے، اس لئے کہ دوسری روایت میں آیا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔

۲۹۔ بہترین رفیق سفر میں چار ہیں

حدیث بست و نہم۔ خَیْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ۔
رواہ الترمذی و ابوداؤد۔ وقال الترمذی ھذا حدیث غریب۔ ”بہترین ساتھی (رفیق) سفر میں چار ہیں“۔

فائدہ:۔ اس لئے کہ اگر ایک بیمار ہو اور دوسرے کو وصیت کرے تو دو باقی اس کے گواہ ہو جائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ پانچ بہتر ہیں۔ اور جتنے زیادہ ہوں اتنے بہتر ہیں۔ اس حدیث میں اقل اعداد (کم سے کم عدد) کو اختیار کیا گیا ہے کہ اس سے کم نہ ہوں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو ”غریب“ کہا ہے اور اصطلاحِ محدثین میں وہ صحیح حدیث غریب ہوتی ہے جس کا راوی ایک ہو۔ یہ کچھ ہے اکیلا غریب ہوتا ہے۔ (باقی)

بقیہ: سود کا مکمل خاتمہ

دوسرے کونسل کے ارکان بہرحال موجود ہیں اور ان کے علاوہ بھی جن اہل علم اور ماہرین کی رائے اس بارے میں مفید ہو سکتی ہے وہ جانے پہچانے ہیں۔ ان کے تعاون سے ایسی اسکیمیں تیار کی جا سکتی ہیں جو شرعی خامیوں سے پاک ہوں۔

ہذا ہم ایک بار پھر [illegible] کے ساتھ حکومت کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ نئے غیر سودی نظام کو نافذ کرتے وقت اس بات کو ضمانت رہے کہ وہ [illegible] کے مطابق ہوگا اور اس میں سود کا کوئی شائبہ باقی نہیں رکھا جائے گا۔ ابھی وقت ہے کہ اس اعتبار سے نئے نظام کے [illegible] اعتبار ہونے کا خود اطمینان بھی کر لیا جائے۔ اور عوام کے دل میں بھی اس کا اعتبار پیدا کیا جائے، ورنہ یہ صورت کوئی اچھی نہیں ہوگی کہ حکومت سود کے [illegible] کا اعلان کرے، اور ملک کے علماء اور اہل بصیرت [illegible] کا خیر مقدم کرنے کے بجائے اس کی شرعی خامیوں [illegible] اس کے خلاف احتجاج کریں۔

حکومت کو ایک بار پھر بر وقت متوجہ کر کے ہم اپنے [illegible] سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ اب یہ حکومت کے سوچنے کی بات ہے کہ وہ موجودہ نظام میں تبدیلی کے لئے کیا طریق کار اختیار کرتی ہے؟ وہ طریق کار جس کے ذریعے نہ صرف سود کا عفریت جوں کا توں قوم پر مسلط رہے بلکہ اس پر [illegible] مسلمانوں کی نفرت اور غم و غصہ میں حکومت بھی حصہ دار بن جائے؟ یا وہ طریق کار جس سے واقعۃً ملک کو اس لعنت سے چھٹکارا نصیب ہو، اور اس ملک کے مسلمان اس حکومت کو عمر بھر دعائیں دیں جس کی بدولت انہیں یہ چھٹکارا نصیب ہو۔

اقتدار کبھی کسی کا ہمیشہ ساتھ نہیں دیتا، لیکن مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے اقتدار و اختیار کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ سود پر قرآن کریم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ کی شدید ترین وعید سنائی ہے اور جو حکمران اس [illegible]

سلسلہ بدعاتِ محرم

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری۔ ایڈیٹر "محدث" بنارس۔ ہند

بدعت وضلالت کی حمایت و مدافعت کا جذبہ

موجودہ مسلمانوں کی زندگی کا ایک نہایت المناک پہلو

قرآن مجید نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ربِّ حقیقی کی معرفت و دریافت کے لئے اپنے رہوارِ فکر کو مہمیز لگائی تو پہلے پہل ان کی نگاہیں ان عظیم مظاہرِ فطرت کی طرف گئیں جنہیں ان کی قوم پوج رہی تھی۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے، ستارے، چاند اور سورج پر نگاہ ڈالی۔ ان کی نقل و حرکت دیکھی۔ چمکنے دمکنے پھر بجھنے اور ڈوبنے کا منظر دیکھا اور سمجھ گئے کہ یہ چیزیں الٰہ اور معبود بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں بلکہ اس کا حقدار صرف اور صرف وہی اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، جس نے ان ساری چیزوں کو پیدا کرکے ایک مخصوص تکوینی قانون کا پابند بنا دیا ہے جس کے مطابق یہ ابھرتے اور ڈوبتے رہتے ہیں۔ اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنی قوم کے سامنے جس کلمۂ حق کا اعلان و اظہار فرمایا تھا وہ اتنا جامع اور مکمل تھا کہ قرآن نے اسے بڑی مدح و توصیف کے پیرائے میں بیان کیا اور اسی کلمۂ حق کو امتِ مسلمہ کا اصل الاصول قرار دے دیا۔ ان کا اعلان یہ تھا۔

يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام ۷۸-۷۹)

"اے قوم تم اللہ کے ساتھ جو کچھ شریک ٹھہراتے ہو میں اس سے بری ہوں۔ میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔"

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَا
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ
اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (الانعام ۱۶۲-

"یقیناً میری نماز، میری قربانی میری زندگی اور م موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شر نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے مسلم (اطاعت گزار) ہوں"

اس بیان میں ایک طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ساری طاقتوں، قوتوں، جھوٹے خداؤں، معبودوں اور مظا فطرت کی عبادت سے اپنی علیحدگی اور کنارہ کشی کا اعلان کر ہیں۔ جن کی عبادت اور پوجا پاٹ اس وقت نوعِ انسا کے لیے عین سعادت سمجھی جاتی تھی۔

دوسری طرف وہ اپنے مقصدِ وجود کو دو لفظو بوضاحت بیان کر دیتے ہیں کہ ہر طرح کی عبادت کے سار مظاہر مثلاً میری نماز اور قربانی (یعنی جسمانی و مالی عباد اور میری زندگی اور موت، سب کچھ اللہ رب العالمین ہی لئے ہے۔ یعنی اب نہ اللہ کی عبادت و رضا سے ہٹ کر اور راہ پر چلتے ہوئے جینا ہے اور نہ اس کے بجائے کسی پر چلتے ہوئے مرنا ہے۔ اب جئیں گے بھی تو اسی کے لئے، مریں گے بھی تو اسی کے لئے۔ مجھے ربّ العالمین کی طرف اسی کا حکم ہے۔ اور اس کے حکم کے سامنے سرِتسلیم خم کرنے کا ہی نام مسلمان ہے۔

یہ ہے وہ دوٹوک اور فیصلہ کن عہد و اقرار جو حضرت
ابراہیم نے اپنے پروردگار کے ساتھ باندھا تھا اور جسے مسلمان
بار دہراتا ہے۔ اس اعلان و اظہار اور عہد و اقرار نے ہماری
ری زندگی کی راہ اور ہماری موت کی منزل بالکل ٹھیک ٹھیک
متعین کر دی ہے اور ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم پوری مستعدی
ے ساتھ ایسی روشن اور جگمگاتی ہوئی راہ پر گامزن رہیں
کامیابی و کامرانی کے ثمرات سے دامنِ مراد بھر کر اپنے
ل مقصود پر پہنچ جائیں۔

یہ کام یقیناً بڑا کٹھن اور صبر آزما ہے۔ ماحول کی
ونی کشش اور دباؤ اور نفسانی ہوا و ہوس کی اندرونی جذب
ب کی وجہ سے قدم قدم پر لغزش کے خطرات ہیں لیکن
والی ہمارا راستہ اور منزل یہی ہے۔ لغزشوں کا مداوا ہو
ہے۔ کوتاہیوں کے گرد جھاڑے جا سکتے ہیں، زخموں پر
رکھے جا سکتے ہیں اور تیز دوڑ لگا کر ضائع شدہ اوقات
لافی کی جا سکتی ہے۔ اور اگر ان میں سے کچھ نہ کیا جا سکے تو
زکم تسکین و تسلی کی اتنی گنجائش تو موجود رہتی ہے، جس راستے
ندگی نے دم توڑا ہے وہ راستہ غلط نہیں۔ البتہ اگر
راستے اور منزل سے انحراف اور برگشتگی کی صورت پیش
اور ہم نے دانستہ یا نادانستہ ایک ایسا راستہ پکڑ لیا جو
ے بالکل الٹے یا داہنے بائیں جاتا ہے تو یہ سخت خسارے
ت ہوگی اور ایسی راہ پر چلنے والی زندگی اور آنے والی موت
ں ہی ہمارے لئے مکمل اور حسرت ناک تباہی کی علامت
۔ وذالک ھو الخسران المبین (اور یہی کھلا ہوا
ہے)

ہماری اس گفتگو کا مقصود مسلمانوں کی مجموعی صورت حال
ایک نہایت کربناک پہلو کی طرف اشارہ کرنا ہے بلکہ کے
کے باوجود اسلام کے احکام سے ہماری دوری و بیگانگی
برگشتگی کا جو حال ہے، محتاج بیان نہیں، نماز ہو یا زکوٰۃ،
ہو یا حج، جنسی حرامکاری ہو یا اخلاقی پامالی، لین دین
میں حلال و حرام سے بے نیازی ہو یا کھانے پینے میں شرعی
پابندیوں سے آزادی۔ ہر معاملے میں ہمارا تعلق اسلام سے
جس قدر کمزور ہو چکا ہے وہ تو اپنی جگہ پر ہے ہی ستم بالائے ستم
یہ ہے کہ ہمارے اندر اسلامی حمیت و غیرت کی چنگاری، اور
اعلاء کلمۃ اللہ کے جوش و جذبہ کی تھوڑی بہت مقدار خال خال
لوگوں میں رہ گئی ہے۔ اور وقت آنے پر جس سے عام مسلمانوں کے
نہاں خانۂ دل میں حمیت و غیرت کے چراغ روشن ہو جاتے
ہیں۔ ہم اس کا بھی استعمال نہایت غلط اور بے محل کرتے
ہیں۔ ہمارا یہ جوش و جذبہ اسلام کے نام پر بالکل غیر اسلامی
چیزوں کی حمایت میں صرف ہو جاتا ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ
کے جوش میں ہم نہایت غلط مواقع پر موت کا استقبال
کرتے ہیں۔ اس طرح عام حالات میں تو ہماری زندگی اور موت
غیر اسلامی ڈگر پر چلتے ہوئے آتی ہی ہے۔ خاص اسلام کی
حمایت اور سربلندی کے جذبے کے تحت جو موت آتی ہے وہ
بھی اللہ رب العالمین کے لئے نہیں ہوتی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ابھی محرم کے موقع پر
ہمارے بعض اطراف میں ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے اور
خاصا اتلاف جان ہوا۔ فسادات کا سبب یہ تھا کہ شیعوں کی
طرح یہاں کے سُنی حضرات بھی بڑی شان و شوکت کے ساتھ
تعزیے نکالتے ہیں۔ بلکہ محرم کی ساری رونق اور چہل پہل انہی کی
مرہونِ منت ہوتی ہے۔ ادھر دسہرے کی مناسبت سے
جگہ جگہ مورتیاں بھی سجی ہوئی تھیں۔ اگرچہ یہ مورتیاں تعزیوں کا
راستہ نہیں روکے ہوئے تھیں لیکن اسلام کے غیرت مند سپوتوں
نے محسوس کیا کہ اگر مورتیوں پر پردہ ڈلوائے بغیر تعزیہ گزار دیا
گیا تو اس سے اسلام کی سخت توہین ہوگی۔ لہٰذا مورتیوں پر
پردے ڈلوا دیئے گئے۔ یہ خرافات تین دن جاری رہنی تھی
لیکن پہلے یا دوسرے دن فریقین میں پردہ ڈالنے نہ ڈالنے پر
اڑا اڑی ہوگئی۔ بالآخر پردہ اگرچہ ڈالا گیا لیکن یہی معاملہ فساد کا
سبب بن گیا۔ اور فریقین کا خاصا جانی و مالی نقصان ہوا۔

جو لوگ عقل و ہوش رکھتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ کتنا قابلِ قدر تھا یہ جذبۂ غیرت و حمیت اور شوقِ شہادت و جاں سپاری، لیکن کس قدر غلط اور افسوسناک تھا اس کا محلِ استعمال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدعت کو گمراہی کہا ہے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ بعض بدعتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا کوئی بھی جزو اپنی انفرادی حیثیت میں بذاتِ خود ناجائز اور خلافِ شریعت نہیں ہوتا۔ تاہم وہ بدعتیں ناجائز اور گمراہی ہوتی ہیں۔ مثلاً نماز اپنے تمام اجزاء سمیت صرف یہی نہیں کہ جائز ہے بلکہ عبادت ہے لیکن اگر کوئی شخص فرض نمازوں میں اپنی طرف سے چند رکعات کا اضافہ کر دے۔ مثلاً فجر کی نمازِ فرض دو کے بجائے چار رکعت پڑھے تو یہ یقیناً بلاشبہ اور بالاتفاق ناجائز اور گمراہی ہے۔ باوجودیکہ اس کے اندر کیا جانے والا کوئی بھی عمل بذاتِ خود ناجائز نہیں ہے۔ اس کے برخلاف بعض بدعتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے مختلف اجزاء اپنی ذاتی اور انفرادی حیثیت میں بھی ناجائز اور خلافِ شریعت ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی بدعتیں پہلی قسم کی بدعتوں کے مقابل میں کہیں بڑھ چڑھ کر گمراہی و ضلالت ہیں۔

اب جو شریعت کے احکام سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ تعزیہ سر سے پاؤں تک اسی قسم کی بدعت ہے۔

یہ **اولاً** حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے "مزار" کی نقل ہے اور معلوم ہے کہ قبروں پر عمارت کی تعمیر شرعاً قطعی طور پر منع ہے۔ پس یہ ایک ممنوع اور ناجائز چیز کی نقل ہے۔ لہٰذا حکم میں اصل کے مطابق ہے۔

ثانیاً تعزیئے کو متبرک سمجھ کر احترام و عقیدت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور تبرک کے لئے چھوا اور چوما جاتا ہے۔ یہ حرکت بھی جب اصل قبر کے ساتھ ناجائز ہے تو اس کی نقل کے ساتھ کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟

ثالثاً بیشتر افراد کا یہ عقیدہ ہے کہ ان نمائشی قبروں یعنی تعزیوں میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ یہ اسلامی نقطۂ نظر سے قطعاً غلط اور گمراہی پر مبنی عقیدہ ہے

رابعاً۔ اس عقیدے کی بناء پر بہت سے افراد ا… تعزیوں پر حلوہ، مالیدہ وغیرہ بطور نذر چڑھاتے ہیں اور … کام صرف یہی نہیں کہ گمراہی ہے بلکہ شرک بھی ہے۔

خامساً۔ یہ سارا ہنگامہ ایک شرعی اور اسلا… تہوار غم و الم کی حیثیت سے منایا جاتا ہے۔ اور اپنی طر… سے کسی شئے کو اسلامی شعار بنا دینا سخت مجرمانہ حرکت ہے

سادساً۔ عاشورہ محرم کو اسلام نے خوشی اور شکر… کا دن قرار دے کر اس میں روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے… مگر تعزیے کی رسم کے سبب اس کی مکمل مخالفت کی جاتی… اور اسے بھی غم اور حسرت کا دن سمجھا جاتا ہے۔

سابعاً۔ اس میں سینہ کوبی، نوحہ خوانی اور جسم و… کی ایذا رسانی کے جو مظاہرے کئے جاتے ہیں، کسی کی وفا… پر ایسا کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس سے سختی… ساتھ منع کیا گیا ہے اور اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

غرض یہ رسم اپنے دامن میں جتنے اجزاء سمیٹے ہو… ہے سب کے سب غلط، ناجائز، حرام، ممنوع، خلافِ شریعت اور عذابِ الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے یہ حد درجہ… سنگین گمراہی ہے مگر یہ کتنی افسوسناک حقیقت ہے کہ بیـ… سادے کلمہ گو مسلم عوام کو یہ باور کرا دیا گیا ہے کہ یہی عین اسلا… ہے اور اس کی سربلندی عین اسلام کی سربلندی اور اس… توہین عین اسلام کی توہین ہے۔ اس یقین دہانی کے بعد تحـ… ناموسِ اسلام کے نام پر ان بے چاروں کے "مومنـ… جذبۂ غیرت و حمیت" کو بھڑکا کر اور مرتبۂ شہادت اور جـ… جنت کی بشارت سنا کر اس خرافات کے لئے ان کو گو… کی باڑھ پر کھڑا کر دیا جاتا ہے اور وہ بڑی سعادت مـ… کے ساتھ جان جاں آفریں کے حوالے کر دیتے ہیں۔

کاش یہی قوت، یہی جذبہ اور یہی غیرت و حمـ… اسلامی کاز کو آگے بڑھانے، اسلام پر عمل پیرائی عام کر…

ر مسلمانوں کی داخلی اور حقیقی مشکلات اور آزمائشوں کا دفاع
رنے کے لئے بیدار کیا جاتا، اور مؤمنانہ بصیرت کے ساتھ
ں کو صحیح محل پر استعمال کیا جاتا، تو آج ہماری کتنی ہی مشکلات
ل ہو جاتیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری بصیرت و فراست کا دُور دُور
ک کہیں پتہ نہیں . . . . . فقدانِ بصیرت کا یہ عالم ہے کہ
ک بار میں وسطِ ہند کے ایک شہر میں غالباً عاشورہ کے روز
ک جامع مسجد میں گیا۔ ایک "شاہ صاحب" کالی کفنی پہنے
شریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر رنج آلود انداز سے شکوہ کے
ے میں بولے کہ صاحب! دیکھیے اب تک تعزیہ نہیں اُٹھا
وں نے وقت مقررہ کی پابندی نہیں کی۔ پھر کسی قدر جوش کے
تھ بولے کہ صاحب! اسی لئے تو اسلام ترقی نہیں کر رہا ہے،
لہ رو بہ تنزّل ہے۔

میں ہکّا بکّا رہ گیا کہ اس غریب نے جو مسلمانوں کے
ماق کے منصب پر میٹھا ہے۔ اسلام اور اس کے اسباب
ج و زوال کے بارے میں کیسا عجیب و غریب نکتہ دریافت
ہے کہ جو چیز عین زوال و بربادی ہے۔ اسی کو اس نے
عروج و ترقی سمجھا ہے۔ سچ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ
وسلم نے مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ
لُهَا مِنَ السُّنَّةِ (مسند احمد) یعنی کسی قوم نے کوئی
ت ایجاد کی تو لازماً اس کے مثل سُنّت اٹھالی گئی "۔

اسی سنتِ الٰہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری قوم بدعتوں
اندر جتنی زیادہ غرق ہے اسلام کے حقیقی احکامات سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کے
طریق سے اتنی ہی زیادہ دُور اور مانگ تھلگ ہے۔ یہاں تک کہ
م کے مسلّہ احکام و فرائض کی جانب نہ کوئی توجہ ہے نہ ترغیب
ن بدعتوں کا اتنا سخت اور زبردست اہتمام ہے کہ ان کے لئے
ل تسیوں میں جذبۂ جاں نثاری و فداکاری کروٹیں لیتا رہتا
نظاہر ہے کہ اس جذبے کے تحت جو زندگی گزر رہی ہے اور
راہ میں جو موت آرہی ہے نہ وہ زندگی اللہ رب العالمین

کے لئے ہے نہ وہ موت، بلکہ دونوں ہی شیطان کے لئے
ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب سے سنگین خسارہ ہے۔ پس کیا ہماری
ملّت کے باشعور و حساس مسلمان اس صورت حال سے عبرت
پکڑیں گے اور اس میں تبدیلی لا کر مسلمانوں کو صحیح راہ پر گامزن
کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں استعمال کریں گے؟ خدا توفیق دے۔

خطیب کے ضرورتمند متوجہ ہوں

ہمارے ہاں دو شریف النفس، متاہل، جید عالم دین، عمدہ
خطیب موجود ہیں۔ درج ذیل پتہ پر بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت
رابطہ قائم کریں۔ شہری حلقوں کو ترجیح دی جائے گی (عنایت اللہ
رحمانی خطیب جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث محلہ کریم داد رحمان،
بیرون پاک گیٹ نزد ریلوے لائن ملتان)

مولانا عبدالقدوس ساجد التوحیدی - لاہور

مسلکِ اہلحدیث ہی صواب اور مسلکِ اعتدال ہے

اسلام کے تمام فرقوں میں جماعت اہل حدیث جس راہ پر گامزن ہے اور جس مسلک و مذہب کی طرف اُمّتِ مسلمہ کو چودہ سو برس سے دعوت دے رہی ہے وہ لوگوں کے سامنے ایک کھلی کتاب کی صورت میں موجود ہے۔ یہ لوگ نہ تو عقائد کے معاملے میں اشعری یا ماتریدی کہلاتے ہیں نہ فروع میں حنفی شافعی بننے کو پسند کرتے ہیں اور نہ تصوّف میں چشتی قادری وغیرہ بننے کا انہیں شوق ہے۔ یہ لوگ فقط اور فقط اہل حدیث ہیں۔ اور سلفی طریق کے مطابق قرآن و سُنّت کی تعبیر ہی ان کی سلامتِ فکر کی دلیل ہے نہ تو تقلیدی جمود نے ان سے آزادئ رائے کا حق چھینا ہے اور نہ ذہنی آوارگی نے ان کو سلف سے منقطع کیا ہے۔ اگر یہ لوگ آزادئ فکر اور اجتہاد کی بات کرتے ہیں تو صرف قرآن و سُنّت کی تصریحات کے اندر رہتے ہوئے اور مسلک محدّثین کے مزاج کے عین مطابق۔ اور اگر تقلیدی جمود کو پاش پاش کرنے کی سعی کرتے ہیں صرف اس لئے کہ دلائل و نصوص کو خود ساختہ اصُولوں پر قربان نہ کیا جا سکے۔ یہی وہ متوازن پالیسی ہے اور یہی وہ راہِ اعتدال ہے جس نے ہر صاحبِ شعور و عقل انسان کو متاثر کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ اور اہل حدیث ایک ایسی تحریک بن کر اُبھری ہے جس کے اثرات آج علمی حلقوں میں بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث نے ہر اس تحریک کا ساتھ دیا جو اسلام کے نام پر اٹھی، اور غیر فرقہ وارانہ بُنیادوں پر کام کرنا چاہا اس لئے کہ اہلحدیث خود اپنے آپ کو فرقہ وارانہ رجحانات سے پاک سمجھتے ہیں۔ آج لوگ بحیثیت نام کے تو انہیں فرقہ کہہ دیتے ہیں لیکن

اس کو فرقہ وارانہ نسبتوں کے حوالے سے فرقہ ثابت نہیں [illegible] کر سکتے۔ باقی تمام فرقوں میں قرآن و سُنّت کے بعد کسی ایک [illegible] کی بات کو شریعت سمجھا گیا ہے۔ اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ عقائد کے معاملے میں کسی کی تقلید ہے اور فروع میں کسی دوسر[illegible] ہستی کو امام بنایا گیا ہے اور تصوّف میں کسی دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کی جا رہی ہے۔ اور یہ سارا خود ساختہ نظ[illegible] ان کے راہِ اعتدال سے تجاوز کی دلیل ہے اور اسلام کے مزا[illegible] پر ایک بار ہے۔ ہر فرقے نے اپنا ایک مخصوص امام متعین کر[illegible] ہے جب کہ اہل حدیث اپنے تمام اسلاف سے تمام ائمہ سے استفادہ کرتے ہیں اور آخری فیصلہ امامِ کائنات محمد رسول ال[illegible] سے کراتے ہیں۔ وہ ائمہ دین کو چراغِ راہ سمجھتے ہیں۔ منزل نہی[illegible] قرار دیتے ہیں۔ جب کہ دُوسرے تمام گروہوں نے ائمہ دین [illegible] منزل قرار دے کر بہت بڑی ٹھوکر کھائی ہے اور ابھی تک کھا رہے ہیں۔ عمل بالحدیث اور تمسّک بالسُّنّۃ کی اس تحر[illegible] نے اپنے حُسن سے لوگوں کو متاثر کرنا شروع کیا تو تقلید و جم[illegible] میں جکڑی ہوئی انسانیت نے انگڑائیاں لینی شروع کر د[illegible] اس کا راستہ روکنے کے لئے علمی حلقے بھی حرکت میں آ[illegible] حیرت ہے کہ تقلید کو تحقیق سے سچا ثابت کرنے کی ناکام کوش[illegible] کی گئی۔ فکرِ محدّثین کو تاویلات کی نذر کیا گیا۔ جس قدر ان بزر[illegible] نے تحریک اہل حدیث کی مخالفت کی اُسی قدر لوگوں کے سا[illegible] حق واضح ہوتا گیا۔ بلکہ مسلک اہل حدیث کے پھیلاؤ اور اس [illegible] نشر و اشاعت کے مواقع بڑھتے چلے گئے۔ اس کام میں [illegible] سے صدائیں بلند تر ہوئیں اور ہوتی ہی جا رہی ہیں۔ لیک[illegible]

...ئے دیوبند بھی اس کام میں پیچھے نہیں رہے ۔ اللہ کی نصرت
...یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ
...ے فکری حُسن کی تمام رعنائیوں کے ساتھ رواں دواں ہے ۔
...ب تقلیدی ذہنیت تحریک عمل بالحدیث کے جوابی حملوں کی
...ب نہ لاسکی تو اب انہوں نے اپنے لئے سلامتی کی راہ تلاش
...شروع کر دی ۔ اب تقلیدی ذہنیت دو گروہوں میں تقسیم
...ں ۔ پہلا گروہ تو پرانی روش پر قائم دائم رہا اور ہے لیکن
...گروہ ان میں سے ایسا بھی پیدا ہو گیا جنہوں نے فرقہ وارانہ
...ات کے خلاف جہاد کا علَم اٹھا رکھا ہے ۔ تقلید کا قلادہ
...ردن میں اسی طرح ہے ۔ فکرِ محدثین سے بغض و عناد میں بھی کمی
...ں آئی ۔ لیکن نعرے اس طرح کے ایجاد کر لئے گئے کہ بغل میں چھری
...یں رام رام کے مصداق ، منہ پہ کتاب و سنت کا ورد اور بغل
...ہدایہ کنز اور قدوری چھپائی ہوئی ہے ۔ بعض سادہ لوح اہلحدیث
...ان لوگوں سے بھرپور طریقے سے وابستہ ہو گئے بلکہ ایسی
...یکوں میں ہراول دستے کے طور پہ کام کیا ۔ اس لئے کہ ان کے
...ف نے انہیں غیر متعصب اور مخلص ہونے کی تربیت کر دی
...ں ۔ چونکہ اُن کا ذہن غیر فرقہ وارانہ تھا ۔ اس لئے ایسی صداؤں
...ان سادہ لوحوں نے خُوب کان دھرے اور آج بھی یہ لوگ
...ں قافلوں سے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ اہل حدیث
...ے قافلوں کی زینت بن گئے ۔ اور صاحب قافلہ نے
SLOW POISONIN (بتدریج زہر خورانی) کر کے
...ے فکر کو خوب مسخ کیا اور کامیاب بھی ہوئے ۔

ان قافلوں سے ایسے مفکرین بھی پیدا ہوئے جنہوں نے
...ط اسلام کا نعرہ لگایا اور اہلحدیث سمیت تمام مکاتب فکر کو
...ے فکر کی سان پر چڑھا کر "مسلکِ اعتدال" کا مبتدعانہ نقطۂ نظر
...ں کرنا شروع کر دیا ۔ اہل حدیث کو پرویزیوں کی دوسری انتہا
...دے کر ان دونوں کی بیچ کی راہ نکالنے کی کوشش کی ۔

ان میں سب سے سرِفہرست مولانا مودودی مرحوم کا فکر
...ہ ، اور پھر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اس کی رہی سہی کسر پوری
کر رہے ہیں ۔ اور مولانا امین احسن اصلاحی تو خیر اب ڈاکٹر
اسرار احمد صاحب کے پیر و مُرشد ہونے کے باوجود ان کے
فتووں کی زد میں آچکے ہیں ۔ تبلیغی جماعت نے بھی اس میدان
میں غیر محسوس طریقے سے قدم رکھا ۔ ان میں سے ہر تحریک نے
دعوت کے لئے جماعت اہل حدیث سے الفاظ لئے ۔ اور
باقی ماندہ نظام زندگی اپنے مخصوص فقہ پر مرتب کیا ۔ ان کی نماز ،
روزہ ، حج ، زکوٰۃ ، عشر سب کچھ حنفی ہی رہیں ۔ زبانیں کتابُ
سُنّت کے ذکر سے معمور رہیں ۔ عقائد میں وہی ماتریدی رہے ،
کیونکہ اہلحدیث کی دعوت میں جو نکھار تھا اور صفائی تھی اس کے
سامنے یہ حضرات ایک دن بھی اپنی دعوت نہ رکھ سکتے تھے ۔
کیونکہ کون بے وقوف ہے جو کتاب و سنّت کی دعوت کے
مقابلے میں لوگوں کو فقہ حنفیہ کی طرف بُلاسکے ۔ ان لوگوں نے اب
معذرت خواہانہ رویّہ اختیار کرنے میں ہی اپنی سلامتی سمجھی ۔ اب
اگر ان سے کوئی جاکر رفع الیدین کا مسئلہ پُوچھے تو کہا جاتا ہے ۔
صاحب ! چھوڑیئے ۔ یہ مسئلے اُمّت میں کب سے اختلافی چلے آرہے
ہیں ۔ اصل کام تو اقامتِ دین کا ہے ۔ ان سے تقلید کا سوال کیا
جائے تو غلط بھی کہہ دیتے ہیں اور صحیح بھی ؟ ع

ہر چند کہیں ہے کہ نہیں ہے

والا حساب ہے ۔ تحریک اہلحدیث کے تابڑ توڑ جوابی حملوں
کی تاب نہ لا کر مسلکِ اہلحدیث کے شعار رفع الیدین ، آمین بالجہر
قراءۃ فاتحہ خلف الامام ۔ وضع الیدین علی الصدور و غیرھا فروعی
مسائل کی فہرست میں خوب سجا کر اور یہ کہہ کر نہایت خوبصورتی
سے رد کر دیا گیا کہ صاحب ! دلائل دونوں طرف ہیں ۔ سب
آنحضرتؐ کی ادائیں ہیں ۔ کسی کو کوئی پسند آگئی کسی کو کوئی ۔ لہٰذا
یہ مسائل جو کہ لوگوں میں مسلک اہل حدیث کی حقانیت کا واضح
ثبوت تھے کیونکہ انہی مسائل سے لوگ مسلک اہلحدیث کی حقانیت
پر مطمئن ہو جاتے تھے ۔ چنانچہ بزرگوں نے یہی سکیم مناسب سمجھی کہ
ان کی اہمیت ہی عوام کے دلوں سے محو کر دی جائے ۔ نہ لوگ اس پہ
سوال کریں اور نہ ہی ہمیں جواب دینے کی مصیبت پڑے ۔

ہمیں بھی اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ چلئے
آپ کے نزدیک یہ مسائل فروعی ہی صحیح۔ لیکن کیا اگر کوئی مسئلہ
آں حضرتؐ سے صحیح سند کے ساتھ غیر منسوخ ثابت ہو اور اس پر
عمل اس لئے نہ کیا جائے کہ صاحب یہ فروعی ہے۔ کہاں کا انصاف
ہے۔ صحابہ کا فکر یہ نہ تھا۔ ائمہ دین اور محدثین کا فکر آج کے اس
جدید فکر سے بالکل مماثلت نہیں رکھتا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
نے بھی تو بالآخر ایک فروعی مسئلے کے پیچھے مار کھائی ہے۔ اور یہی
طلاق جبری کا مسئلہ باوجود حضرت الامام کی قربانی کے تقلیدی
حلقوں میں جوں کا توں موجود ہے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
کی قربانی کا خوب خوب مذاق اڑا رہا ہے۔ اور دوسری طرف
ائمہ فقہاء کی تعظیم و تکریم کا دم بھی بھرا جاتا ہے اور اہل حدیث
کو ان کی توہین کا مصداق ٹھہرا کر چھوٹا رافضی ہونے کی پھبتی بھی
چست کی جاتی ہے۔ فروعی مسائل کا بھی ہمارے ہاں عجیب
تصور پیش کیا گیا کہ ہر وہ مسئلہ جو علماء میں اختلافی ہو راہِ اعتدال
کے راہی اس کو فروعی کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ اور یہی فکر ہے جس نے
آج شرک و بدعت پر اختلاف کو بھی فروعات کے نذر کر رکھا ہے
نہ معلوم آں حضرتؐ کے فیصلے کے بعد اور واضح دلائل آجانے
کے بعد خواہ مخواہ بات کو اختلافی کیوں بنا لیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ
کے مقدس دور میں ایسا کوئی فروعی یا اختلافی مسئلہ نہیں جو واضح
دلیل آجانے کے بعد جوں کا توں اختلافی رہا ہو۔ کیسے ہوتا وہ
کوئی حنفی شافعی تو تھے نہیں۔ ان کا مرجع و منبع ذاتِ مصطفویؐ
تھی۔ جب یہ سراجِ منیر ان کے سامنے جلوہ گر ہوتا تھا تو وہ
اپنی ٹمٹماتی ہوئی موم بتیوں سے استفادہ نہیں کرتے تھے۔

آج "خاندانِ اعتدال" میں بھی کافی مکاتبِ فکر پیدا
ہو چکے ہیں اور خوب باہم دست و گریباں ہیں۔ راہِ اعتدال قائم
کرتے کرتے خود حدودِ اعتدال سے تجاوز کر گئے۔ مولانا مودودی
مرحوم نے جمہوریت کو سندِ جواز مہیا کی تو ڈاکٹر اسرار احمد اور
مولانا امین احسن اصلاحی صاحب علیحدہ ہو گئے۔ مولانا امین احسن
اصلاحی صاحب نے تو ادارہ تدبرِ قرآن و حدیث قائم کر کے
فکرِ محدثین کی خوب خوب خبر لی۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہوں
مسئلہ رجم میں زبردست ٹھوکر کھائی اور ان کے شاگردِ ر
اور سابقہ رفیق کار ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے کہنے کے مط
وہ پرویزیوں اور منکرینِ حدیث کے بہت قریب جا پڑے
اور ڈاکٹر صاحب موصوف بعض اوقات دعا بھی کرتے رہتے
ہیں کہ اللہ انہیں موت سے پہلے پہلے رجوع کا موقعہ دے و
ورنہ معاملہ کافی خراب ہے۔ اور خود ڈاکٹر صاحب موصوف
مسئلہ مضارعت میں واضح اور مبین احادیث کی تاویلات
مصروف ہیں۔ ادھر ہندوستان میں مولانا وحید الدین خان
جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے اور جب ا
فکرِ مودودی میں قباحت دکھائی دی تو "تعبیر کی غلطی" کے
سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی جس میں مولانا مودودی مرحوم
ساتھ مولانا وحید الدین خان کے درمیان خط و کتابت ہے
آخر میں مولانا موصوف نے مودودی صاحب کے متوازی ا
ایک فکر پیش کر دیا ہے کہ مولانا مودودی کا تو تصورِ دین ہی غ
اور سنا ہے کہ مولانا وحید الدین خان صاحب کا جواب بھی
صاحب نے لکھا ہے۔ نہ معلوم یہ مسلکِ اعتدال کہاں تک مع
رہے گا۔

آج دھڑلے سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ صاح
جماعت اہل حدیث میں تو اختلافات ہیں۔ دھڑے بندیا
اور آج جماعتِ اسلامی، تبلیغی جماعت وغیرہ کس قدر یا
ہیں کہ آج تک اختلاف نہیں ہوا۔ نہ معلوم اختلاف کس چڑ
نام ہے۔ اور پھر اختلاف نہ ہونا کوئی خوبی بھی نہیں اور اگر اخ
نہ ہونا کوئی خوبی کی بات ہوتی اور حق و باطل کی دلیل ہوتی ت
و معاویہؓ میں اتنی جنگیں نہ ہوتیں۔ لیکن یہ اختلاف فکر و نظ
اختلاف نہیں۔ تدبیر و تنظیم کا اختلاف ہے۔ یہاں تو عقائ
اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور الحمد للہ ثم الحمد للہ آج چود
گزر جانے کے بعد اہل حدیث جماعت میں عقائد و اصول ا
کا اختلاف کبھی نہیں ہوا۔

اب تبلیغی جماعت کی بات بھی سُن لیجئے کہ کہا جاتا ہے بڑے ہی اچھے لوگ ہیں۔ کوئی فرقہ وارانہ بات نہیں کرتے۔ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں اُٹھاتے۔ لڑائی جھگڑا اور فساد سے دور رہتے ہیں۔ دیکھئے کس قدر معتدل تحریک ہے۔ کتنا اعتدال پر ان کا طریق ہے۔ لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ انہی تبلیغی جماعت کے بزرگ مولانا زکریا صاحب نے ایک تصنیف "فتنہ مودودیت" لکھ کر اپنے غیر اختلافی اور معتدل ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ لوگ لڑائی جھگڑا نہ کرنا ہی حق سمجھتے ہیں۔ کیا حق کی خاطر لڑائی جھگڑا کرنا اسلام نہیں سکھاتا۔ اگر اختلافی مسائل چھیڑنا اسلام میں جُرم ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خیال ہے۔ جنہوں نے ضرب توحید سے تمام باطل نظریات کو پاش پاش کر دیا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان جنگ ٹھن گئی۔ آج اللہ کے دین کی صحیح بات بیان کرنا ہی جرم سمجھا جا رہا ہے۔ اگر حق پر ڈٹ جانا اور باطل سے اختلاف کرنا جُرم ہے تو امام مالکؒ کی قربانی۔ احمد بن حنبل کا خون اور امام ابن تیمیہ کی زندگی کو کس کھاتے میں ڈالا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ جی فضائل کی بات کریں۔ مسائل کی بات کرنا جرم ہے۔ کیا آنحضرتؐ نے ۲۳ سال صرف فضائل ہی بیان کئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ فضائل سے ہم پیاس پیدا کر دیتے ہیں۔ اور ہمارا کام صرف پیاس ہی پیدا کر دینا ہے۔ کوئی ان سے پُوچھے اگر آدمی کو پیاس بجھانے کے لئے حلال و حرام مشرب کا تعین نہ کیا گیا۔ پیاس کی شدت اور چلہ کشی کے ستائے ہوئے بزرگ کہیں شراب کو منہ مار بیٹھے تو کیا آپ کی تبلیغ سلامت رہے گی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ حکیم الاُمتؐ ہیں، انہوں نے پیاس کے ساتھ حلال۔ حرام مشرب بھی بتائے اور اللہ کے فضل سے جماعت اہل حدیث ان تمام شعبوں میں بھرپُور کردار ادا کر رہی ہے۔ ان کا عقیدہ مستحکم، عمل مستحسن ہوتا ہے۔ تقویٰ اور تزکیۂ نفس کی بات بھی کرتے ہیں۔ اور محبت رسولؐ کے نغمے بھی گاتے ہیں لیکن توحید کی سرستیوں سے نہیں ٹکراتے۔ اُسوہ صحابہ بھی ان کی نگاہوں میں رہتا ہے۔

اور سلف صالحین سے استفادہ کو بھی سعادت جانتے ہیں۔ لیکن تقلید و استبدادِ فکری کو قریب نہیں پھٹکنے دیتے۔ قرآن اور احادیث صحیحہ کو اقوالِ فقہاء پر قربان نہیں کرتے۔ کیسا اعتدال ہے۔ اور کیا ہی خوبصورت مسلک ہے۔ اہل حدیث کا مسلک۔ آج تک جس نے بھی اپنی طرف سے نئی راہِ اعتدال بنانے کی سعی کی ہے وہ خود خرابی کا شکار رہا ہے۔ جگہ جگہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔ سچ فرمایا امام المدنیؒ نے کہ:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ وقال ابن المدینی هم اصحاب الحدیث۔

"میری اُمت میں ایک جماعت غالب و منصور رہے گی۔ اُسے نقصان پہنچانے والے اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے" امام بخاریؒ کے استاد علی بن مدینی رحؒ کی نگاہ اٹھی تو اصحاب الحدیث کی طرف ہی نشاندہی کر دی۔ امام احمد بن حنبلؒ کی بصیرت نے اہل حدیث کے سوا پوری روئے زمین پر کسی دوسرے گروہ کو اس حدیث رسول کا مصداق ٹھہرانا گوارا ہی نہ کیا۔

یاد رکھئے مسلک اہل حدیث ہی مسلک اعتدال ہے اس سے ہٹ کر جو بھی اپنا فکر پیش کرے گا راہ اعتدال سے ہٹا ہوا ہوگا۔ اللہ جماعت اہل حدیث کو زندہ و پائندہ رکھے۔ ان میں نظم جماعت پیدا فرما دے تاکہ اللہ کے اس خالص دین کو خطۂ ارضی پر غالب کر دیا جائے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

اظہارِ تعزیت

الحاج میاں محمد یوسف صاحب صدر جمعیت اہل حدیث ملتان اور دیگر جملہ ارکان مولانا معین الدین صاحب کی زوجہ محترمہ کے اچانک انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ نمازِ جمعہ کے بعد مرحومہ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔
(کریم بخش ناظم جمعیت اہلحدیث رجسٹرڈ ملتان شہر)

جمعیت اہلحدیث برطانیہ کی آٹھویں سالانہ کانفرنس

جمعیت اہلحدیث برطانیہ کی آٹھویں سالانہ کانفرنس ۲۹ جولائی ۸۴ء کو برمنگھم میں منعقد ہوئی۔ جس میں سعودی عرب، پاکستان، کویت اور دیگر اسلامی ممالک سے مندوبین و علماء نے شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس میں تقاریر کے علاوہ حسب ذیل قراردادیں پاس کی گئیں :-

۱۔ یہ اجلاس بھارت میں آئے دن ہونے والے ہندو مسلم فسادات اور ان میں مسلمانوں کے قتل و غارت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور حکومتِ ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے جان و مال کا تحفظ کرے۔ دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں کو بھی اس سلسلے میں احتجاج کرنا چاہیئے۔

۲۔ یہ اجلاس حکومتِ پاکستان کے اس اقدام کی پُرزور تائید کرتا ہے جس میں قادیانیوں کو مسلمانوں کی اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ قادیانی اندرون اور بیرونِ ملک ان ناموں اور اصطلاحات سے اپنے مسلمان ہونے کا جو مغالطہ دیتے تھے اب وہ ایسا نہیں کر سکیں گے اس کے باوجود ہم مسلمانوں سے گذارش کرتے ہیں کہ ان کا ہر جگہ تعاقب کیا جائے۔ تاکہ ان کے جھوٹ اور فریب کا پردہ چاک ہوتا رہے (شعبہ نشر و اشاعت جمعیت اہلحدیث برطانیہ۔ برمنگھم)

پاکستان میں کسی فقہ کے لئے تحریک چلانا اسلام کی خدمت ہے نہ پاکستان کی

امیر جماعت غرباء اہلحدیث مولانا عبدالرحمٰن سلفی نے مولانا اسفندیار خان کے اس بیان کا زبردست خیر مقدم کیا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ پاکستان میں کسی فقہ کے لئے تحریک چلانا نہ اسلام کی خدمت ہے نہ پاکستان کی۔ مولانا سلفی نے کہا کہ ایسا مطالبہ کرنے والے ہی دراصل نظام اسلام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ کسی فقہ کی بات چھوڑ کر اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کیا جائے۔ بلاشبہ نظام اسلام قرآن و حدیث کا نظام ہے۔ مولانا سلفی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ جو لوگ فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں ان سے سختی سے نمٹا جائے اور ایسے لوگوں کی پشت پناہی کرنے والوں کو بھی معاف نہ کیا جائے (شعبہ نشر و اشاعت مرکزی دارالامارت جماعت غرباء اہلحدیث کراچی)

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی پر قاتلانہ حملے کی مذمت

۱۔ یکم ستمبر ۸۴ء کو مرکزی جامع مسجد اہلحدیث ڈربی (برطانیہ) میں مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی پر قاتلانہ حملے کی سخت مذمت کی گئی۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس حملے کے مرتکبین کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے۔ ایسے ملک میں جہاں اسلام کا نفاذ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے وہاں علماء کا تحفظ نہ ہونا بڑی بدنصیبی ہے (جمعیت اہلحدیث ڈربی۔ یو کے)

۲۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب یزدانی پر حملہ کی خبر سنی اور تمام احبابِ جماعت کو دلی صدمہ ہوا ہے۔ ہم اس حملے کی شدید مذمت کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ عوام اور علمائے کرام کے جان و مال کے تحفظ کے سلسلہ میں اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کرے نیز اس حملہ میں

ث تمام ملزمان کو گرفتار کر کے سخت سزا دی جائے تاکہ ان
عات کا دوبارہ اعادہ نہ ہو۔ (حافظ محمد صدیق ڈاکر سیکرٹری
ن اصلاحِ معاشرہ چک ۱۶۸/۹۔ ایل ضلع ساہیوال)

۲:۔ مقامِ حیرت ہے کہ حق بیان کرنے والے علماء کو شقی القلب
ل اپنے راستے سے ہٹانے کا ہر حیلہ جائز رکھتے ہیں۔ مولانا
ں عالم صدیقی (جہلم) مولانا داؤد علوی (حافظ آباد) مولانا
قبال (دین آباد) کو قتل کر دیا گیا۔ مولانا اسلم قریشی اور قاری
رف ہاشمی کو اغوا کر لیا گیا جن کا اب تک سراغ نہیں ملا حال
ہیں مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ آخر
سب کیا ہو رہا ہے۔ ہم حکومتِ پاکستان سے گزارش کرتے
ں کہ وہ علماء کے تحفظ کا اہتمام کرے کیونکہ حکومت اپنی رعایا
سلسلے میں اللہ کے ہاں مسئول ہے مجرموں کو عبرتناک سزائیں
ی جائیں اور اغوا شدہ علماء کو برآمد کیا جائے۔ (محمد صدیق ارشد
انگلہ ہل)

حاب خیر توجّہ فرمائیں

موضع تلو کر ضلع خوشاب مسلک اہلحدیث کے
لحاظ سے نہایت پس ماندہ علاقہ ہے مگر یہاں ایک پرانی جماعت
موجود ہے۔ یہاں جماعت کے نوجوانوں نے انجمن تعلیم القرآن
کے تحت ایک مدرسہ جاری کر دیا ہے۔ اب تک باون لڑکے
قرآن پاک ناظرہ پڑھ چکے ہیں۔ اٹھارہ بچے قرآن حفظ کر رہے
ہیں۔ نوے بچے اور بچیاں ناظرہ قرآن اور سکول کی پرائمری
تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انجمن کی انتظامیہ حسبِ ذیل ہے۔
(۱) سرپرست۔ کیپٹن عابد شاہ صاحب (۲) صدر۔ حاجی
محمد شاہ صاحب (۳) جنرل سیکرٹری۔ ماسٹر محمد رمضان
(۴) خزانچی۔ ملک محمد حیات ۵ سات ارکان کی مجلسِ عاملہ ہے۔
جماعت کے اصحابِ خیر سے اپیل ہے کہ وہ ہمارے علاقہ کی پسماندگی
کے پیشِ نظر دل کھول کر دامے درمے قدمے سخنے بھرپور تعاون فرمائیں۔
(ملک محمد حیات بھچر مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث تلو کر ڈاکخانہ کر ڑ
ضلع خوشاب۔ اکاؤنٹ نمبر ۴۸۰۶ ۹ حبیب بنک لمیٹڈ۔ خوشاب)

تبدیلیٔ پتہ

بندہ بعد از تعلیمی فراغت بسلسلۂ تدریس مندرجہ ذیل پتے پر ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (محمد جمیل خاں مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث تلوکر تحصیل و ضلع خوشاب)

تبلیغی لٹریچر

۱۔ بچوں کو نماز کا پابند بنانے کے لیے "ڈائری نماز پنجگانہ" چھوٹا ایڈیشن تین ماہ کا تربیتی پروگرام شائع ہو گیا ہے۔ ۲۵ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے طلب فرمائیں۔ وی۔ پی نہیں ہوگی۔ ڈاک خرچ مرکز ادا کرے گا۔ (عبدالغفار اسمٰعیل مرکز الدراسات الاسلامیہ ۲۹/۱۵۔ ایل میاں چنوں ضلع ملتان

۲:۔ تین قسم کے خوبصورت آفسٹ پیپر پر چھپے ہوئے اشتہارات فاتحہ خلف الامام ● اثبات رفع الیدین ● آمین بالجہر صرف ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں اور مساجد اور دوکانوں پر آویزاں فرمائیں ۔۔۔ نیز

● مسئلہ توحید پر ایک عظیم انقلابی کتاب "التوحید" مصنفہ علامہ احمد بن حجر قاضی محکمہ شرعیہ قطر (اردو ترجمہ مولانا مختار احمد صاحب ندوی) ببمبئی سے شائع ہوئی تھی اب پاکستان میں پہلی مرتبہ بغرضِ اشاعتِ دین خوبصورت رنگین ٹائیٹل اور سفید کاغذ پر شائع کی گئی ہے۔ خواہشمند حضرات اشاعت فنڈ کے لیے مبلغ پانچ روپے یا اتنی رقم کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔ زیادہ تعداد میں منگوا کر تقسیم کرنے والوں کے لیے خصوصی رعایت (محمد یٰسین راہی ناظم ادارہ تبلیغ جماعت اہلحدیث جام پور ضلع راجن پور)

۳:۔ ہماری ماہانہ سلسلہ وار اشاعت ۶ بعنوان "عید الاضحیٰ کی حقیقت اور احکام و مسائل" (از مولانا حافظ صلاح الدین یوسف ایڈیٹر الاعتصام لاہور) شائع ہو چکی ہے۔ ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں (ملک عبدالصبور بھٹہ ناظم ادارہ عالم اسلامی دعوۃ السلفیہ بیرون لوہاری گیٹ ملتان شہر۔ فون نمبر ۷۲۲۳۲)

WEEKLY AL-ATTISAM LAHORE
TELEPHONES — 54406 : 62476
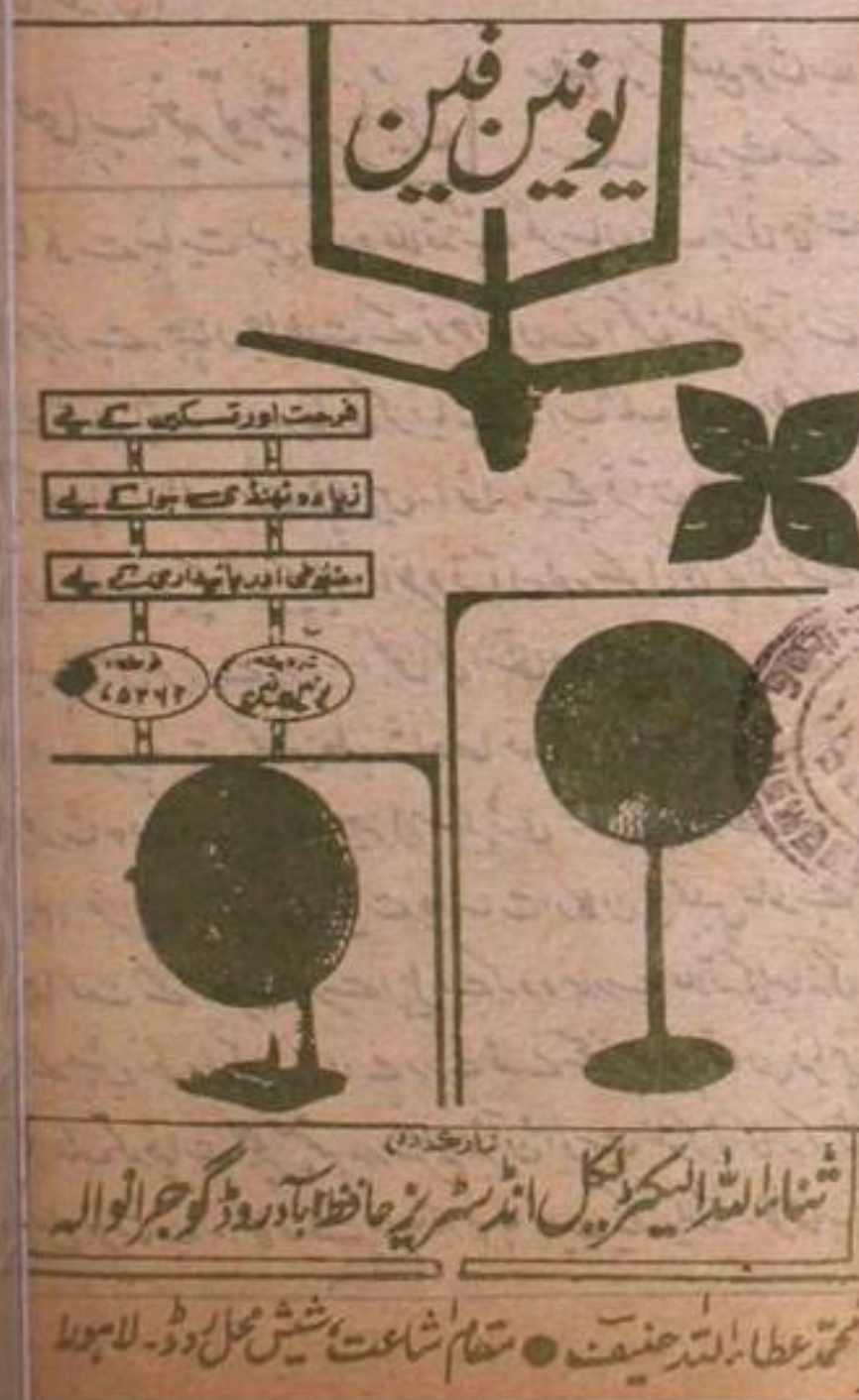
طابع، چوہدری عبدالباقی نسیم ● مطبع، ادبی پرنٹرز۔ لاہور ● ناشر، محمد عطاء اللہ حنیف ● مقام اشاعت، شیش محل روڈ۔ لاہور